اسلامی ملک کا بجٹ

اور

غیر اسلامی خدوخال

- عوام کی بنیادی ضروریات اور حکومت کی ذمہ داری
- سادگی اور کفایت شعاری
- خاندانی منصوبہ بندی
- شراب
- جُوا
- اسلامی تعلیم و تبلیغ

قومی اسمبلی کے موجودہ بجٹ سیشن میں ۱۷ رجون ۱۹۷۶ء بروز جمعرات حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے حسب ذیل خطاب فرمایا جو ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے مرتب کرلیا گیا آپ نے یہ تقریر بوجہ ضعف و علالت بیٹھ کر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

محترم سپیکر صاحب! میں کچھ عرصہ سے قلب کے عارضہ میں مبتلا ہوں اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کے محترم اور معزز ارکان بجٹ پر مفصل اظہار خیال کر چکے ہیں اور کریں گے۔ میں اصولی طور پر ایک بات عرض کروں گا کہ ہمارے اور دیگر پارلیمانی ملکوں کے بجٹ میں فرق ہے دیگر قومیں عوام کی خواہشات اور اپنے حالات کے مطابق بجٹ بناتی ہیں۔

کیا قیام پاکستان کا مقصد صرف کرسیاں تھیں؟ | اور یہ پاکستان جو ہے اسکی بنیاد میں ایک نظریہ تھا اور یہ ایک مقصد کی خاطر بنایا گیا تھا، اور وہ یہ کہ یہاں اسلام کی حکمرانی ہوگی اس کا مقصد صرف چند کرسیوں میں اضافہ کرانا نہیں تھا کہ چند کرسیاں ہمیں مل جائیں گی اور نہ صرف اس لئے پاکستان بنایا گیا تھا کہ ہم یہاں نماز پڑھ سکیں یا روزہ رکھ سکیں یا حج جانے پر پابندی نہ ہوگی اور نماز روزہ حج کی بھی ہمیں ہر حالت میں پابندی کرنی ہے مگر یہ چیزیں ہم پاکستان نہ بنتا تب بھی کر سکتے تھے، اور یہ سب عبادتیں اب بھی ہندوستان میں کر سکتے ہیں اور اس وقت بھی کر سکتے تھے، نہ اس کی بنیاد کوئی جغرافیائی اور اقتصادی تھا۔ اور یہ مقصد اتنا واضح ہے کہ اسکی وضاحت کی ضرورت نہیں اسی خاطر ملک تقسیم ہوا، پاکستان بنا کہ یہاں اسلام کی حکمرانی ہوگی یہاں اسلامی طرز حکومت ہوگی، یہاں دستور اسلامی ہوگا اور دستور اسلامی کا معنی یہ کہ اوّل سے لیکر آخر تک جتنے امور ہیں وہ سب خدا کے قانون کے مطابق ہوں گے۔

یہ ہے مقصد اگر اس نمونہ کو ہم یہاں قائم کر دیں تو حقیقت یہ ہے کہ دنیا اس سے ضرور متاثر ہو گی ۔

عوام کو بنیادی ضروریات کی فراہمی | تو اسلامی دستور کے لحاظ سے بجٹ میں بھی اس کا لحاظ رکھنا ہے کہ جتنے بھی اشیائے صرف ہیں، بنیادی ضروریات زندگی اسکی کفالت حکومت کرتی ہے اور وہ سب کے لئے مہیا کرتی ہے ۔آپ فرمائیں گے کہ یہ تو بہت بڑا دعویٰ ہے ، مگر میں ایک دو واقعے پیش کروں گا ، ایک واقعہ تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ہے ۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ خلیفہ بنے تو رات بھر تہجد پڑھتے اور روتے رہتے بیوی نے پوچھا کہ لوگ کرسی پر بیٹھ کر خوش ہوتے ہیں، اور آپ کا کام ہر وقت رونا ہے اور کچھ نہیں تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا بیوی آپ کو کیا معلوم قیامت کا دن آنے والا ہے ۔ خداوند تعالیٰ خود حاکم اور قاضی ہوں گے اور حضور اقدس ؐ دعویٰ فرمادیں گے تو مجھ پہ اگر وہ یہ دعویٰ کریں کہ اے عمر بن عبدالعزیز چند دن کی یہ حکمرانی قوم کی اللہ نے آپ کو دی تھی تمہاری نگرانی میں ایک شخص نے ایک رات جیل میں بلاوجہ کیوں کاٹی حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے تھے کہ خدا کی قسم اگر کسی اونٹ کو خارش کی بیماری ہو اور اس کے مالش کیلئے تیل اور دوائی نہ ملے تو عمر مسئول ہو گا ، اور اس سے پوچھا جائے گا ۔

—— تو جناب سپیکر صاحب ! اس سے اندازہ لگائیں کہ اسلامی دستور نے ملک کے تمام باشندوں کی کتنی رعایت کی نہ صرف انسانوں کی بلکہ حیوانوں کی بھی ۔

عوام کی مشکلات اور حکومت کا فرض | پھر تمام کے حقوق پورے کرنے میں یہ بھی گذارش کروں کہ حکومت کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ خود رعایا کے حالات اور مشکلات سے اپنے آپ کو باخبر رکھے تب یہ کام چلے گا چنانچہ حضرت عمرؓ کا طریقہ یہ تھا کہ رات کو گشت کیا کرتے تھے ، ایک دفعہ وہ رات کو گشت کر رہے ہیں ، ایک بڑھیا خیمہ میں ہے ۔ اور چند بچے اس کے ساتھ ہیں وہ رو رہے ہیں، حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا ، تو جواب میں کہا کہ ان کے کھانے کو کچھ نہیں ، یہ بھوک سے رو رہے ہیں اور ہم اس لئے آئے ہیں کہ حضرت عمر کے پاس حاضر ہو کر اپنی حالت بیان کر دیں ، تو حضرت عمرؓ نے خود جا کر بیت المال سے کھانے پینے کا سامان اٹھا لائے اور اسلم ان کے ساتھ ہیں ، ان کے غلام ہیں وہ عرض کرتے ہیں کہ حضرت مجھے دیجئے میں لے جاؤں گا ، فرمایا قیامت کے دن تجھ سے نہیں پوچھا جائے گا ۔ مجھ سے پوچھا جائے گا میں امیر المومنین ہوں تو مجھ سے پوچھا جائے گا ، اسلم فرماتے ہیں کہ مجھے وہ بوری آپ نے نہ دی جا کہ خود روٹی پکائی ، ہانڈی پکا کر برتن میں ڈال کر بچوں کو کھلایا اس کے بعد بڑھیا کی زبان سے ایک بات نکلی کہ کل قیامت کے دن ہمارا ہاتھ ہو گا اور حضرت عمر کا گریبان ہو گا ۔ ہم اس کو گریبان سے پکڑ لیں گے کہ ہم کیوں بھوکے رہے حضرت عمرؓ کانپ اٹھے اور فرمایا کہ بڑھیا تم جو عمر کی شکایت کرتی ہو کیا تم نے ان کو کوئی درخواست دی ہے ، خبردار بھی کیا ، تم نے ان کو اطلاع بھی دی ، بڑھیا نے کہا نہیں ہم نے تو کوئی اطلاع نہیں

دی۔ تو فرمایا کہ پھر قیامت کے دن کیسے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالو گے، بڑھیا نے کہا کہ امیر المؤمنین کا یہ فرض ہے، حکومت کا یہ کام ہے کہ وہ خود معلوم کرے کہ ملک میں کتنی غربت ہے، کتنا افلاس ہے۔؟ کون بھوکے ہیں۔؟ یہ امیر المؤمنین کا فرض ہے، اگر وہ یہ فرض ادا نہیں کر سکتا تو امیر المؤمنین کے منصب سے مستعفی ہو جائیں جب قوم کے حالات سے وہ باخبر نہیں تو اسے کیا ضرورت ہے کہ ایسے نازک منصب پر بیٹھا رہے، تو گذارش ہے کہ اسوقت ہمارے عوام کی حالت بہت خراب ہے وہ مہنگائی کا شکار ہیں۔

اضافہ مہنگائی کے بارہ میں تضاد بیانی اور یہ ہمارے حق پر وزیر خزانہ صاحب نے جو یہ خوشخبری دی کہ اس سال نرخوں میں ۵ فیصد سے زیادہ اضافہ نہیں ہوا۔ (تو حکومت کے اقدامات خود اسی دعوئی کی تردید کرتے ہیں۔) حالانکہ سیمنٹ کی قیمتیں حکومت نے پچھلے دنوں بڑھائیں، ریلوے کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا۔ ہوائی جہاز کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا، بجلی اور سوئی گیس کے نرخوں میں اضافہ کیا گیا، یہ اضافے ۳۰ فیصد حکومت نے کئے اور اب کہا گیا کہ مہنگائی میں ۵ فیصد اضافہ ہوا ہے، جبکہ قوم کی حالت یہ ہے کہ اسے اشیائے صرف نہیں ملتیں۔ پنڈی میں گھی نہیں ملتا صوبہ سرحد جائیں وہاں گھی نہیں ملتا۔ سیمنٹ کا یہ حال ہے کہ ایک ایک بوری کے لئے لوگ ترستے ہیں اور ڈبل قیمت پر خریدتے ہیں تو یہ حقیقت ہے کہ مہنگائی اس وقت بہت زیادہ ہے۔

محترم سپیکر صاحب! ہمارے بجٹ میں ایسی تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں کہ ہم کسی طرح عوام کی مصیبت دور کر سکیں۔ اسکی ایک صورت یہ ہے کہ غیر ترقی یافتہ علاقوں اور خطوں کے اندر انڈسٹری اور کارخانے قائم کئے جائیں کہ وہاں کے لوگوں کو مزدوری ملے۔

میرے حلقہ کی حالت میں جس حلقہ سے منتخب ہوا ہوں، یعنی حلقہ نوشہرہ، اس کا ایک علاقہ خٹک کے نام سے مشہور ہے، اٹک کے پل سے لیکر چراٹ تک اور اٹک سے نظام پور تک پہاڑی علاقہ ہے۔ پہاڑ ہی پہاڑ ہیں، دونوں طرف ہزاروں کی آبادی اور دیہات ہیں، مگر اس علاقہ میں نہ پانی ہے نہ ہسپتال کا بندوبست ہے۔ کبھی پنجاب سے آٹا آتا ہے تو مہنگے داموں اسے خریدتے ہیں اور گذر اوقات کرتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی بار بار کہا تھا کہ اگر اس علاقہ کا سروے کیا جائے۔ اگر وہاں سیمنٹ کے کارخانے ماچس کے کارخانے قائم کئے جائیں تو اس طرح وہاں کے غریبوں کے لئے روزی کی ایک سبیل نکل آئے گی۔ حکومت اور پاکستان کا بجٹ اسلامی دستور کے ماتحت ہونا چاہیئے اور اسکی ذمہ داری ہونی چاہیئے کہ عوام کو ضروری اشیاء فراہم کر سکے۔

کفایت شعاری اور سادگی دوسری بات یہ عرض ہے کہ کفایت شعاری، سادگی بڑی ضروری ہے۔ ہمارے خسارے اس وقت تک دفعہ نہیں ہوں گے جب تک ہم فضول مسرفانہ اخراجات میں کمی نہیں کریں گے۔ اور جیسا کہ رات پروفیسر غفور صاحب نے گذشتہ سال اور اس سال کے اخراجات کا تفاوت اور اضافہ پیش کیا۔ مگر ہمارے

سامنے تو اسلامی حکومت اور اسلامی دستور کے نمونے موجود ہیں۔ حضرت عمرؓ جب بیت المقدس فتح کرنے جارہے تھے تو جسم مبارک پر جو لباس تھا اس میں بارہ ٹکڑے لگے ہوئے تھے، اور وہ فلسطین شام بیت المقدس فتح کر رہے ہیں اور ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے ہیں ایک مہمان آیا تو چراغ بجھا دیا، مہمان جب اٹھ کر جانے لگا تو چراغ جلا دیا، مہمان نے پوچھا حضرت یہ کیوں؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں سرکاری کام کرنے یہاں بیٹھا ہوا ہوں اور یہ چراغ میں جو تیل ہے۔ یہ بھی بیت المال کا ہے تم جو یہاں آئے ہو میرے پاس تو آپ کا سرکاری کام نہیں، ذاتی کام ہے، تو اب اگر تم نے مثلاً دس پندرہ منٹ یہاں لگائے، تو اس میں جو تیل جلے گا بیت المال کا تو اسکی جوابدہی مجھے دینی پڑے گی۔ حضرت عمرؓ جو شام کے قیصر اور کسریٰ کے خزانوں کے مالک ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ وہ جَو کی روٹی بغیر چھنے ہوئے کھا رہے ہیں، گورنر شام بھی ساتھ بیٹھے ہیں، انہوں نے کہا حضرت شام میں تو آٹا اچھا ملتا ہے اور بہت ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ بتلاؤ کہ میرے ملک کا غریب سے غریب جنگل کا رہنے والا، دور پہاڑوں کا رہنے والا اس کو آٹا بہتر ملتا ہے۔ میدے کا آٹا، گندم کا آٹا ملتا ہے، کہا نہیں، یہ تو میں نہیں کہہ سکتا۔ فرمایا جب تک میں ملک کا حاکم ہوں اس ملک کا آخری غریب بھی جو کھائے گا میں بھی وہی کھاؤں گا۔ یہ کفایت شعاری اور یہ حالات تھے، تو میرے خیال میں ہمیں بھی کفایت شعاری پر زور دینا چاہئے اور اخراجات کو کم کرنا چاہئے ایک اور بات یہ عرض کرنی ہے کہ ہمارے آمد و خرچ کی جو مدات ہیں مصارف اور آمدنی، تو اس میں بھی ہم آزاد نہیں ہیں۔ اور دیگر پارلیمانی ملکوں کی طرح نہیں ہیں، وہ تو عوام کی خواہشات اور حالات کو دیکھتے ہیں، ہم عوام کو بھی دیکھیں گے اور حالات کو بھی دیکھیں گے اور ساتھ ہی قرآن و سنّت کو بھی، اور اللہ تعالیٰ جو حاکم ہے اس کو بھی دیکھیں گے۔ کہ یہ اقدام ہم کریں یا نہ کریں، تو ہمارے بجٹ اور دوسرے کے بجٹ میں فرق ہے۔ تو وہ جمہوری نام سے عوامی نام سے جس طریقہ پر چاہیں کر سکتے ہیں۔

اب ہمارے بجٹ میں آمد و خرچ کے بعض ایسے مدات ہیں، مثلاً خاندانی منصوبہ بندی جس کے لئے کروڑوں روپے رکھے گئے ہیں۔ تو ہم اس میں اوروں کو نہ دیکھیں کہ ہندوستان میں خاندانی منصوبہ بندی ہے۔ انگلینڈ اور یورپ میں ہو رہی ہے۔ اس لئے کہ ان کے عقیدے اور ہمارے عقیدے میں فرق ہے ہمارے عقیدے میں اللہ رازق ہے۔ اور خاندانی منصوبہ بندی اللہ تعالیٰ کو ایک چیلنج ہے کہ آپ نے تو وعدہ رزق دینے کا کیا تھا اور یہ لوگ تو بھوکے مر رہے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ افرادی قوت کو بڑھاؤ تناکحوا وتوالدوا فانی مکاثر بکم الامم یوم القیامتہ۔ تو ہم دوسرے ملکوں پر نظر نہ ڈالیں کہ وہ اپنی افرادی قوت گھٹا رہے ہیں۔ خاندانی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ یہ تو پاکستان ہے، ہمارا ملک اسلامی ریاست کہلاتا ہے، ہمارا مذہب اسلام ہے۔ تو ہمیں ہر بات میں قرآن کو دیکھنا ہے کہ اس نے کسی چیز کو ناجائز تو نہیں کہا اور ہم نے ناجائز کو جائز تو نہیں کہا۔

شراب اور جوا دوسری بات یہ کہ جوا کے لئے گھوڑ دوڑ پر ٹیکس بڑھا دیا، اور شراب کے اوپر ٹیکس بڑھا دینے سے بات نہیں بنتی، بیشک ان ٹیکسوں سے آمدنی تو ہوگی، مگر جیسا کہ کنویں میں ایک قطرہ پیشاب کا ڈال دیں تو سارا کنواں پلید اور سارا پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ پاکستان کے پاک خزانے میں شراب کے ٹیکسوں اور جوا کے ٹیکسوں کی آمدنی تو آپ شامل کرلیں گے مگر یہ آمدنی سب مالیات کو بے برکت اور پلید کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم ترحمون۔ یہ شراب اور یہ جوا اور یہ تیروں سے قرعے ڈالنا یہ سب شیطانی کام ہیں۔ فاجتنبوہ تم اس سے رک جاؤ چار دفعہ اللہ نے منع فرمایا، تو میں کہتا ہوں کہ یہ شراب بند کر دو۔ اور خدا کی قسم اگر آپ قوم سے کہہ دیں کہ ہم نے تمام ناجائز آمدنی اور ٹیکس ختم کر دیئے اور تمہیں اس کے بدلے کنوئیں سے نکالے جانے والے پانی پر بھی حکومت کو ٹیکس دینا ہوگا۔ تو قوم میں اتنا احساس ہے اتنی بیداری ہے کہ قوم خوشی سے وہ خسارہ بھی پورا کر دے گی۔

معاشی اصلاح معاشرتی اصلاح پر موقوف ہے۔ ایک بات مزید عرض ہے کہ ہماری معاشی حالت بہت بہتر ہوگی۔ کہ معاشرتی اصلاح ہو جائے اور معاشرتی اصلاح تب ہو سکتی ہے کہ معاشرہ کی حالت بہتر ہو معاشرتی اصلاح ہو اور معاشرتی اصلاح اور حالت تب بہتر ہوگی۔

اسلامی تعلیم و تبلیغ ہمارے اندر دین کی تعلیم اور تبلیغ ہو تو میں یہ عرض کروں کہ کروڑوں روپیہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر لگایا جا رہا ہے اور ٹیکس میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ اس سال بھی تو ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ ہم ان ذرائع سے قوم کی اخلاقی اور معاشرتی حالت کے ساتھ کیا کر رہے ہیں ـــــ الغرض معاشرہ کی اصلاح ضروری ہے، کوئی کہتا ہے کہ فلاں راشی ہے، کوئی کہتا ہے کہ ظالم ہے، کوئی کیا اور کوئی کیا کہتا ہے، تمام معاشرتی برائیوں کو بیان کرتے رہیں مگر معاشرتی خوبیاں تو تب آئیں گی کہ اسلام آجائے اور اسلام تب آئے گا کہ تعلیم اسلام کی ہو تبلیغ اسلام کی ہو۔ اور جہاں نہ تبلیغ کے لئے کچھ ہو نہ تعلیم کے لئے تو معاشرہ درست کیسے ہوگا۔ آپ کتنے راشیوں کو پکڑیں گے۔ قوم کی قوم خراب ہو چکی ہے۔ اور معاشرتی حالت درست ہو تو معاش خود سدھر جائے گا۔

حضورِ اقدسؐ نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرو۔ غمخواری کرو۔ تو وہاں اس تعلیم کی برکت سے یہ حالت ہوگئی کہ پورے ملک میں زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا تو ہمیں معاشرہ کی اصلاح کے لئے دینی تعلیم اور تبلیغ پر بھی توجہ دینی چاہیئے۔

الحق باطل کے تعاقب میں ـــــ اسرائیل اور قادیانیت کے شرمناک روابط تعلقات اور تاسیس اسرائیل میں قادیانیوں کے مؤثر کردار پر نہایت معلوماتی مقالہ ـــــ ذکری مذہب، عقائد، نظریات سرگرمیوں اور محرکات پر ایک نہایت تحقیقی سروے رپورٹ اور دیگر مضامین و مقالات اگلے شمارہ میں۔